مثالی معاشرہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی نگاہ میں

شیر علی نادم [1]

اشاریہ

مثالی معاشرہ ہر زمانے کے انسان کی سب سے بڑی آرزو کا نام ہے، جس کے ذریعے اسے ہر طرح کی مشکلات اور رنج و غم سے نجات مل سکتی ہے اور سعادت و خوش بختی نصیب ہو سکتی ہے۔ البتہ حقائق کی دنیا میں اس کا عملی خاکہ کیا ہو گا؟ اس بارے میں مختلف دانشوروں اور مفکروں نے اپنے اپنے فکری مبادیات کی روشنی میں مختلف خاکے پیش کئے ہیں۔ افلاطون نے پانچ ہزار سال قبل مسیح اپنے آئیڈیل معاشرے کی منظر کشی کی جس کا مرکز و محور عدل و انصاف ہے اور اس کی زمام ایک فلسفی بادشاہ کے ہاتھ میں ہونی چاہئے۔ افلاطون کے بعد بہت سے مفکرین اور فلاسفروں نے اپنی کتابوں اور تحریروں میں "مدینہ فاضلہ"، "آرمان شہر" اور "ناکجا آباد" جیسے عناوین کے تحت اپنے پسندیدہ اور آئیڈیل معاشرے کا خاکہ پیش کیا ہے، لیکن ہر ایک کا طرز فکر الگ الگ ہونے کے باعث ان کی پیش کردہ ذہنی تصویریں بھی جدا جدا ہیں۔

اسلامی تعلیمات خصوصا قرآن مجید اور معصومین علیہم السلام کے فرمودات میں بھی ایک مثالی معاشرے کی تصویر ملتی ہے۔ پیش نظر مقالے میں صدیقہ کبریٰ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے خطبات و فرمودات اور دعاؤں کی روشنی میں اس مثالی معاشرے کے خد و خال واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کلیدی الفاظ: حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام، مثالی معاشرہ، ناپسند معاشرہ، حاکم، قانون۔

۱۔ مفہوم شناسی

۱۔۱۔ معاشرہ

معاشرہ، "عاشر یعاشر" کا مصدر ہے۔ جس کے معنی مل جل کر رہنے کے ہیں۔ [2] عربی زبان کا یہ لفظ اردو میں انگریزی کے لفظ "Society" کا مترادف کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اسی سے "طرز معاشرت" اور "آداب معاشرت" جیسی اصطلاحیں رائج ہوئی ہیں۔ معاشرہ سے مراد افراد کا وہ

---

[1] کارشناسی ارشد، جامعۃ المصطفیٰ العالمیۃ

تاریخ وصول: ۸/۲/۲۰۲۲ تاریخ تائید: ۵/۴/۲۰۲۲

[2] التحقیق فی کلمات القرآن الکریم، ج۶، ص ۲۳۳

مجموعہ ہے جو باہم مل جل کر رہے اور ایک دوسرے سے تعاون کرے، سادہ یا پیچیدہ معیارات اور قوانین ان کی زندگی کے معمولات کو کنٹرول کریں اور مختلف ادارے ان کی اجتماعی ہیئت کو برقرار رکھیں۔[۳]

۱۔۲۔ مثالی معاشرہ

مثالی معاشرہ سے مراد انتہائی مطلوب اور کامل خصوصیات کا حامل معاشرہ ہے، جسے آج کی اصطلاح میں آئیڈیل معاشرہ یا آئیڈیل سوسائٹی بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے اس معاشرے کی نوید سنائی ہے۔[٤] اس کے لئے عربی میں "المدینۃ الفاضلۃ" اور انگریزی میں "Utopia" کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ "Utopia" کا لفظ پہلی بار انگلستان کے ایک وکیل اور ناول نگار "تھامس مور" (Thomas More) نے ۱۵۱۶ء میں اپنے ایک ناول میں استعمال کیا۔ یہ در اصل یونانی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ہیں: "ایسی جگہ کہ جس کا کوئی وجود نہ ہو۔" اس کا متبادل فارسی لفظ "ناکجا آباد" ہے۔[۵] افلاطون کی نگاہ میں آئیڈیل معاشرہ وہ ہے جس میں عقل و خرد، علم و دانش، فضائل اور عدل و انصاف کی حکمرانی ہو۔[٦]

۲۔ مثالی معاشرے کے بنیادی ارکان

۲۔۱۔ قانون

قانون کسی چیز کے معیار اور میزان کو کہا جاتا ہے،[۷] جبکہ اصطلاح میں امور کے نظم و ضبط کی خاطر خاص قسم کے افراد کی جانب سے معین کردہ قاعدے یا قواعد کے مجموعے کو قانون کہتے ہیں۔[۸] اسلامی قوانین سے مراد وہ قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ ہیں جن میں "امر" اور "نہی" پائی جاتی ہے اور مجموعی طور پر ان میں ایسے قواعد پائے جاتے ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔[۹]

قانون مثالی معاشرے کا ایک بنیادی رکن ہے، جس کی افادیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا؛ کیونکہ جب معاشرہ مختلف طرز فکر رکھنے والے افراد کا مجموعہ ہے تو قدرتی بات ہے کہ لوگوں کے منافع آپس میں ٹکرا جاتے ہیں، اس لئے ہر کوئی اپنے مقصود تک رسائی کے لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے۔ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے کسی دوسرے کا حق مارتا ہے اور کمزور افراد کے حقوق کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ اس طرح پورا نظام متاثر ہو جاتا ہے اور

---

[۳] جامعہ شناسی (مفاہیم کلیدی)، ص ٦٠

[٤] " وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ" سوره نور: ۵۵

[۵] مولفہ ہای جامعہ آرمانی در متون دینی، رشید رکابیان

[٦] جمہور، ص ۱۱

[۷] تاج العروس، ج ۹، ص ۳

[۸] اصول القانون، ص ۱۲

[۹] ترمینولوژی حقوق، ص ۱۷، ۱۹

معاشرے کا خوبصورت چہرہ بگڑ جاتا ہے۔ اسی لئے "مدینہ فاضلہ" یا مثالی معاشرے کے مختلف تصورات پیش کرنے والوں نے، جن میں سے اکثر فلاسفہ ہیں، معاشرے کے حسن کو برقرار رکھنے کے لئے اس میں نظم و ضبط، ہماہنگی اور قانون کے وجود پر زور دیا ہے۔ البتہ ان کے تصورات کے مطابق یہ قانون فلاسفہ اور دانشور حضرات کے ذریعے بنایا جاتا ہے، جبکہ اسلام کی نگاہ میں قانون سازی کا حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاصل ہے۔[10] لہٰذا طبعی طور پر ان کے بنائے ہوئے قوانین بدلتے رہتے ہیں اور مقتدر طبقہ انہی قوانین سے مغلوب و محکوم طبقے کے خلاف ہمیشہ سوءِ استفادہ کرتا رہتا ہے۔[11]

۲۔۲۔حاکم

حاکم سے مراد فرمانروا ہیں جو لوگوں کے درمیان حکم کرتے ہیں۔[12] معاشرتی امور کو بہتر انداز میں چلانے، قوانین کو نافذ کرنے اور خلاف ورزیوں کو روکنے کے لئے "حاکم" کی ضرورت ایک واضح بات ہے۔ حاکم کے بغیر افراد معاشرہ بغیر چرواہے کے ریوڑ کی مانند ہوتے ہیں۔ اسی احساس ضرورت کے تحت فلاسفروں نے اپنے آئیڈیل معاشرے کے لئے ایک "بادشاہ" یا "فلاسفر" کا وجود ضروری قرار دیا ہے جو معاشرے کی باگ ڈور سنبھالے۔[13] اسلام کی نگاہ میں حاکم کی ضرورت حکم عقل کے علاوہ ان احادیث سے بھی واضح ہو جاتی ہے جو اس بارے میں نقل ہوئی ہیں۔ جیسا کہ علامہ مجلسیؒ نقل کرتے ہیں: "دین اور حاکم دونوں جڑواں بھائی ہیں۔ ان دونوں کا ایک ساتھ ہونا ضروری ہے۔ دین بنیاد ہے اور حاکم اس کا محافظ۔ جس چیز کی بنیاد نہ ہو وہ منہدم ہو جاتی ہے اور جس کا نگہبان نہ ہو وہ ضائع ہو جاتا ہے۔"[14]

قرآن مجید کی رو سے حاکمیت کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسانی معاشرے کو سیدھی راہ پر رکھنے کے لئے اپنے منتخب بندوں کو مامور کیا ہے، جنہیں قرآن مجید میں کہیں "امام" اور "ولی" کہا ہے تو کہیں "اولوا الامر" سے پکارا ہے۔[15]

۲۔۳۔لوگ یعنی: افراد معاشرہ

مثالی معاشرے کے پیش کردہ تصورات میں لوگوں کے مختلف طبقے ہیں۔ کسی کو حکمرانی کا حق ہے، کسی کو صرف نگہبانی اور پاسبانی پر مقرر کیا جاتا ہے اور ایک طبقے کا کام صرف محنت و مشقت کرکے پیداوار بڑھانا اور معاشرتی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ نگہبان اور پیشہ ور طبقے کا حکومت میں کوئی حصہ

---

[10] سورہ انعام، ۵۷؛ سورہ یوسف، ۴۰، ۶۷ "إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ"، حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے۔

[11]۔ انسان بین مادیگری و اسلام، ص ۱۲۴

[12]۔ مفردات الفاظ القرآن، ص ۲۴۹

[13]۔ جمہور، ص ۳۱۵، ۳۱۶

[14]۔ "الدِّينُ وَ السُّلْطَانُ أَخَوَانِ تَوْأَمَانِ لَا بُدَّ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ وَ الدِّينُ أُسٌّ وَ السُّلْطَانُ حَارِسٌ وَ مَا لَا أُسَّ لَهُ مُنْهَدِمٌ وَ مَا لَا حَارِسَ لَهُ ضَائِعٌ"۔ بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۳۵۴؛ الاختصاص، النص، ص ۲۶۳

[15]۔ "أَطِيعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (سورہ نساء: ۵۹)؛ وَ جَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَ أَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ ... (سورہ انبیاء: ۷۳)؛ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ هُمْ رَاكِعُونَ (سورہ مائدہ: ۵۵)"

نہیں ہوتا۔ اگرچہ فارابی جیسے بعض مسلم فلاسفر بھی "مدینہ فاضلہ" کا تصور پیش کر چکے ہیں، لیکن ان میں بھی طبقاتی نظام کی جھلک پائی جاتی ہے۔ اس کے برعکس اسلام کے مثالی معاشرے میں لوگوں کو خودمختاری حاصل ہے اور وہ صرف اپنے خالق و مالک کے بندے شمار ہوتے ہیں۔[۱۶] قانونی طریقے سے کمائی ہوئی چیزوں کے خود مالک ہوتے ہیں۔ ان کے امور باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں[۱۷] اور وہ باہمی تعاون اور محبت و ہمدردی کے ساتھ فضائل انسانی سے آراستہ ہوتے اور کمال و خوش بختی کی جانب گامزن ہوتے ہیں۔[۱۸]

اس مقدمے کے بعد ہم حضرت زہرا علیہا السلام کے کلام سے ظاہر ہونے والے مثالی معاشرے کا جائزہ لیتے ہیں جو فلاسفروں کے تصوراتی معاشرے سے یکسر مختلف ہے۔ البتہ اس سے پہلے آپ علیہا السلام کے کلام کے ذریعے ایک نگاہ اس معاشرے پر بھی ڈالتے ہیں جو اس مثالی معاشرے کا متضاد اور ناپسند معاشرہ ہے۔

۳۔ حضرت زہرا علیہا السلام کی نگاہ میں ناپسند معاشرہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد مدینے میں دو طرح کی تحریکیں چلیں۔ ایک تحریک کا مقصد حکومتی امور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دکھائے ہوئے اصولوں کے مطابق چلانا تھا۔ اس تحریک میں حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام، خاندان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے چند باوفا اصحاب تھے، جبکہ دوسری تحریک ایک نئے سیاسی نظام کی بنیاد ڈالنے کے لئے اٹھی تھی، جس میں زیادہ تر مہاجرین اور کچھ انصار شامل تھے۔[۱۹] یہاں سے اس دور کے اسلامی معاشرے کو شدید مشکلات اور سختیوں کا سامنا ہوا اور ان کے دور رس اثرات آج بھی قابل مشاہدہ ہیں۔ ان حالات کے رد عمل میں جناب سیدہ علیہا السلام نے اپنی دلی تمناؤں کو برملا کر دیا، سو آپ کی مختلف دعاؤں، خطبات اور دوسرے فرامین کے ذریعے پسندیدہ اور ناپسند معاشرے کا خاکہ سامنے آیا۔

جس معاشرے میں جناب سیدہ علیہا السلام سانس لے رہی تھیں، وہ ایک بیمار معاشرہ تھا، جہاں کوئی چیز اپنی درست جگہ نہیں تھی، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی امتوں کو یکجا کیا تھا جو مختلف فرقوں میں بٹی ہوئی تھیں، ان میں سے کچھ تو آگ کے سامنے جھکی ہوئی تھیں اور (اپنی فطرت سے منہ موڑے) جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا انکار کر کے بتوں کی پرستش کر رہی تھیں۔☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد یہ امتیں دوبارہ شیطان کے دھوکے میں آ گئیں☆ اور وہ شیطان کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے دین مبین کے چراغوں کو بجھانے اور برگزیدہ پیغمبرؐ کی سنتوں کو کنارے لگانے پر تل گئیں۔☆ وہ ایمان کی حامی بھرنے کے بعد مشرک ہو گئیں۔☆ ان کے بیچ نفاق کا جھنڈا بلند ہو گیا اور دین کا لباس فرسودہ ہو گیا۔☆ اسی لئے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیمان شکنی کی جس کے نتیجے میں حرمتیں پامال ہو گئیں۔☆ وہ اپنے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین معنوی رشتے کو توڑ کر خاندان رسالت کو نقصان پہنچانے کے لئے گھات لگائے بیٹھ گئیں☆ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی زندگی کی کہانی سے ہی الگ کرنے کا فیصلہ کیا☆ ان کے ہاں جانور کی دم اور سر کا

---

[۱۶] ۔لا تَكُنْ عَبْدَ غَيْرِكَ وَ قَدْ جَعَلَكَ اللّٰهُ حُرّاً(نہج البلاغہ، مکتوب ۳۱)

[۱۷] ۔"وَ اَمرُهُم شُورىٰ بَينَهُم" سورہ شوریٰ: ۳۸

[۱۸] ۔"مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ... يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا"سورہ فتح: ۲۹

[۱۹] ۔زندگانی فاطمہ زہراؑ، ص۸

فرق مٹ گیا، وحشی اور رام جانور کو پہچاننے کی صلاحیت ختم ہو گئی اور وہ عاجز انسان کو کامل انسان سے جدا نہ کر پائے،☆ اسی وجہ سے انہوں نے سربراہی کے حقدار کو کنارے لگا دیا۔[۲۰]

اس معاشرے کے لوگوں کی افرادی قوت بھی ہے اور ظاہری طور پر اجتماعی حیثیت بھی۔ وہ وسائل اور طاقت بھی رکھتے ہیں، اسلحے اور ڈھال بھی۔ ان کی شجاعت و دلیری کے چرچے بھی ہیں اور وہ اچھائی اور نیکی میں مشہور بھی، لیکن وہ محروموں کی باتوں کا جواب نہیں دیتے، مظلوموں کی فریاد سننے کے باوجود ان کی فریادرسی نہیں کرتے۔☆ اسی لئے (موقع کی تاک میں) خاموش بیٹھے گمراہوں کو گویائی ملتی ہے، پست اور کمینے لوگ عزت دار بن جاتے ہیں☆ اور وہ تیزی کے ساتھ شیطانی مقاصد کو آگے بڑھاتے ہوئے غیروں کے اونٹ پر اپنی ملکیت کا نشان لگا لیتے ہیں اور دوسروں کے ملکیتی گھاٹ پر اپنے قدم جما لیتے ہیں۔☆ اسی طرح وہ حقدار کی حمایت کرنے میں کمزوری دکھاتے ہیں اور مظلوموں پر ہونے والے ظلم و ستم کے سامنے تغافل برتتے ہیں اس لئے اس معاشرے میں مظلوم کی فریادیں صدا بہ صحرا ثابت ہوتی ہیں۔[۲۱]

جناب سیدہ علیہا السلام اس گھٹن زدہ ماحول اور بیمار معاشرے کی تندرست ہستیوں میں ایک تھیں جن کی روحیں آیات الٰہی کے سرچشمہ ہدایت سے سیراب ہو چکی تھیں۔ ایک بیمار معاشرے میں زندگی بسر کرنے کے باجود آپ کا مبارک وجود اس مثالی معاشرے کی سیر کرنے میں مصروف رہتا تھا جو انسان کی سب سے بڑی آرزو ہے۔ اسی لئے آپ کو جب بھی موقع ملا اپنے نورانی کلمات کے ذریعے اس معاشرے کی منظر کشی کی۔

۴۔ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی نگاہ میں مثالی معاشرہ

۴۔۱۔ مثالی معاشرے کی عام خصوصیات

حضرت زہرا علیہا السلام کے کلام کی روشنی میں ایک مثالی معاشرے کی مندرجہ ذیل عام خصوصیات کو گنا جا سکتا ہے: اس معاشرے میں تاریکیوں کو نور میں بدلا جا چکا ہے، مشکلات کا خاتمہ ہو چکا ہے، آنکھوں کے آگے سے رکاوٹیں دور کر کے بینائی عطا کر دی گئی ہے اور لوگوں کو گمراہی سے نجات دلا کر مستحکم دین اور صراط مستقیم کی طرف ان کی ہدایت کی گئی ہے۔☆ کفر اور تفرقے کی گرہیں کھل گئی ہیں،☆ شرک کی گردن جھک گئی ہے، جھوٹ اور

---

[۲۰] ۔ ★ فَرَأَى الْأُمَمَ فِرَقاً فِي أَدْيَانِهَا عُكَّفاً عَلَى نِيرَانِهَا عَابِدَةً لِأَوْثَانِهَا مُنْكِرَةً لله مَعَ عِرْفَانِهَا(خطبہ فدک، ص۴۷) ★ وَ أَطْلَعَ الشَّيْطَانُ رَأْسَهُ مِنْ مَغْرَزِهِ هَاتِفاً بِكُمْ فَأَلْفَاكُمْ لِدَعْوَتِهِ مُسْتَجِيبِينَ وَ لِلْعِزَّةِ فِيهِ مُلَاحِظِينَ(ایضا، ص۷۰)★ تَسْتَجِيبُونَ لِهُتَافِ الشَّيْطَانِ الْغَوِيِّ وَ اِطْفَاءِ أَنْوَارِ الدِّينِ الْجَلِيِّ وَ اِهْمَالِ سُنَنِ النَّبِيِّ الصَّفِيِّ(ایضا، ص۷۴)★ أَشْرَكْتُمْ بَعْدَ الْإِيمَانِ(ایضا، ص۹۲)★ ظَهَرَ فِيكُمْ حَسَكَةُ النِّفَاقِ وَ سَمَلَ جِلْبَابُ الدِّينِ(ایضا، ص۶۹)★ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ(ایضا، ص۹۳)أُزِيلَتِ الْحُرْمَةُ(ایضا، ص۸۵)★ وَ تَمْشُونَ لِأَهْلِهِ وَ وُلْدِهِ فِي الْخَمَرَةِ وَ الضَّرَاءِ(ایضا، ص) ★ هَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ(ایضا، ص۹۳)★ اسْتَبْدَلُوا الذُّنَابَى بِالْقَوَادِمِ، وَ الْحَرُونَ بِالْقَاحِمِ، وَ الْعَجُزَ بِالْكَاهِلِ(صحیفہ فاطمیہ، ص ۱۲۴)★ وَ أَبْعَدْتُمْ مَنْ هُوَ أَحَقُّ بِالْبَسْطِ وَ الْقَبْضِ(خطبہ فدک، ص۹۳)

[۲۱] ۔★ وَ أَنْتُمْ ذَوُو الْعَدَدِ وَ الْعُدَّةِ وَ الْأَدَاةِ وَ الْقُوَّةِ وَ عِنْدَكُمُ السِّلَاحُ وَ الْجُنَّةُ تُوَافِيكُمُ الدَّعْوَةُ فَلَا تُجِيبُونَ وَ تَأْتِيكُمُ الصَّرْخَةُ فَلَا تُغِيثُونَ وَ أَنْتُمْ مَوْصُوفُونَ بِالْكِفَاحِ مَعْرُوفُونَ بِالْخَيْرِ وَ الصَّلَاحِ(خطبہ فدک، ص۹۰۔۹۱) ★ وَ نَطَقَ كَاظِمُ الْغَاوِينَ، وَ نَبَغَ خَامِلُ الْأَقَلِّينَ(ایضا، ص)★ فَوَسَمْتُمْ غَيْرَ إِبِلِكُمْ وَ وَرَدْتُمْ غَيْرَ مَشْرَبِكُمْ (ایضا، ص)★مَا هَذِهِ الْغَمِيزَةُ فِي حَقِّي وَ السِّنَةُ عَنْ ظُلَامَتِي؟(ایضا، ص۸۳)

[۲۱] ۔★ فَأَنَارَ اللَّهُ بِأَبِي مُحَمَّدٍ(ص) ظُلَمَهَا وَ كَشَفَ عَنِ الْقُلُوبِ بُهَمَهَا وَ جَلَى عَنِ الْأَبْصَارِ غُمَمَهَا وَ قَامَ فِي النَّاسِ بِالْهِدَايَةِ فَأَنْقَذَهُمْ مِنَ الْغَوَايَةِ وَ بَصَّرَهُمْ مِنَ الْعَمَايَةِ وَ هَدَاهُمْ إِلَى الدِّينِ الْقَوِيمِ وَ دَعَاهُمْ إِلَى الطَّرِيقِ الْمُسْتَقِيمِ(خطبہ فدک، ص۴۸)★ وَ انْحَلَّتْ عُقَدُ الْكُفْرِ وَ الشِّقَاقِ(ایضا، ص۶۲)★ خَضَعَتْ ثَغْرَةُ الشِّرْكِ وَ سَكَنَتْ فَوْرَةُ الْإِفْكِ وَ خَمَدَتْ نِيرَانُ الْكُفْرِ(ایضا، ص۹۲)★ وَ طَاحَ وَشِيظُ النِّفَاقِ(ایضا، ص۶۲)★ هَدَأَتْ دَعْوَةُ الْهَرْجِ وَ الْمَرْجِ (ایضا، ص۹۲)★ وَ فُهْتُمْ بِكَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ(ایضا، ص۶۲)★ وَاسْتَوْسَقَ نِظَامُ الدِّينِ(ایضا، ص۹۲)★ وَ أَنْتُمْ فِي رَفَاهِيَةٍ مِنَ الْعَيْشِ وَادِعُونَ فَاكِهُونَ آمِنُونَ (ایضا، ص۶۷)★ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَاراً لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ(ایضا، ص۶۵)

تہمت کا شور تھم گیا ہے، کفر کی آگ سرد پڑ گئی ہے،☆ راستوں سے نفاق کے کانٹے اٹھائے جا چکے ہیں☆ اور فتنہ و فساد اور ہرج مرج کی گرد بیٹھ چکی ہے۔☆ اس کے مقابلے میں لوگوں کی زبانوں پر "کلمہ اخلاص" ہوتا ہے،☆ اور دین کا نظام مضبوط اور مستحکم ہو چکا ہے۔☆ اس معاشرے کے لوگ پر سکون زندگی گزارتے ہیں اور امن و آسائش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے محظوظ ہوتے ہیں۔☆ اس معاشرے میں دشمنان حق، اللہ تعالیٰ کی قدرت سے نابود ہو جاتے ہیں۔ جب بھی دشمن جنگ کی آگ بھڑکاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بجھا دیتا ہے۔[۲۲]

۴۔۲۔ مثالی معاشرے کا قانون

اس مثالی معاشرے کا قانون اللہ تعالیٰ کی جانب سے قرآن مجید کی شکل میں اترا ہے۔ جس کے بارے میں جناب سیدہ علیہا السلام فرماتی ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی ناطق کتاب، صادق قرآن، چمکتا ہوا نور اور روشن چراغ ہے؛ اس کی دلیلیں روشن، باطنی اسرار، آشکار اور ظاہر بہت واضح ہیں۔ اس پر عمل کرنے والوں کے لئے یہ قابل رشک، پیروکاروں کے لئے رضائے الٰہی کی طرف لے جانے والا رہبر اور اس پر کان دھرنے والوں کے لئے نجات دہندہ ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نورانی دلیلوں تک رسائی ہوتی ہے۔ اس کے مقاصد ٹھیک طرح سے واضح کئے گئے ہیں، اس کے محرمات سے خبردار کیا گیا ہے، اس کے آشکار پیغامات سب پر واضح ہیں، اس کی براہین قابل اکتفا ہیں، اس کے فضائل کی طرف پکارا گیا ہے، اس کی رخصتیں، ہدیہ شمار ہوتی ہیں اور اس کے احکام قطعی کئے گئے ہیں۔"[۲۳]

قانون کی اس بہترین کتاب پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں انتہائی مطلوب نتائج سامنے آتے ہیں کہ: ایمان لانا شرک سے پاک و پاکیزہ ہونے کا سبب بنتا ہے اور شرک سے بچنے کی وجہ سے توحید میں اخلاص حاصل ہوتا ہے۔ نماز پڑھنا تکبر سے محفوظ رہنے کا موجب بنتا ہے۔ روزہ رکھنے کی وجہ سے خلوص میں پختگی آتی ہے۔ زکوٰۃ دینے سے روح پاک ہو جاتی ہے اور رزق و روزی میں اضافہ ہوتا ہے۔ حج کرنا دین کے استحکام کا باعث بنتا ہے۔ خاندان رسالت کی اطاعت ملت منظم رہتی ہے اور اولوالامر ائمہ کے حکم پر چلنا تفرقے سے بچنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ جہاد، اسلام کی سربلندی اور کفر و نفاق کی ذلت و خواری کا موجب بنتا ہے اور صبر، اجر و ثواب کے مستحق ہونے میں معاون قرار پاتا ہے۔ امر بالمعروف سے باہمی اصلاح ہوتی ہے۔ قصاص کے ذریعے زندگیاں محفوظ رہتی ہیں۔ ناپ تول میں احتیاط برتنے کی وجہ سے کم فروشی سے نجات ملتی ہے۔ شراب سے اجتناب کرنا پلیدی سے دور رہنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ ناروا تہمت سے بچنے کی وجہ سے لعنت بچاؤ کا راستہ مل جاتا ہے اور چوری نہ کرنے سے پاکدامنی حاصل ہوتی ہے۔ ایفائے نذر کے ذریعے

---

[۲۲]۔★ فَأَنَارَ اللَّهُ بِأَبِی مُحَمَّد(ص) ظُلَمهَا وَ كَشَفَ عَنِ الْقُلُوبِ بُهَمهَا وَ جلى عَنِ الْأَبْصارِ غُممهَا وَ قَامَ فی النَّاس بِالْهِدَايَة فَأَنْقَذهُمْ منَ الْغوَايَة وَ بَصّرهُمْ منَ الْعَمَايَة وَ هَدَاهُمْ الَى الدِّينَ الْقَويمِ وَ دَعَاهُمْ الَى الطَّرِيقِ الْمُسْتَقيمِ(خطبہ فدک، ص٤٨)★ وَ انْحلّتْ عُقَدُ الْكُفْرِ وَ الشّقَاق(ايضا، ص٦٢)★ خَضَعتْ ثَغْرَةُ الشِّرک وَ سَكَنَتْ فَورَةُ الْافْک وَ خَمدَتْ نيرانُ الْكُفْرَ(ايضا، ص٩٢)★ وَ طَاحَ وَشيظُ النِّفَاق(ايضا، ص٦٢)★ هَدَأَتْ دَعْوَةُ الْهَرْجِ وَ المَرج (ايضا، ص٩٢)★ وَ فُهتُمْ بِكَلمَةَ الْاخْلَاص(ايضا، ص٦٢)★ وَاسْتوْسَقَ نظَامُ الدِّينِ(ايضا، ص٩٢)★ وَ أَنتُمْ فِی رِفَاهِيَة منَ الْعَيْشِ وَادِعُونَ فَاكِهُونَ آمنُونَ (ايضا، ص٦٧)★ كُلَّما أَوْقَدُوا ناراً لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللهُ(ايضا، ص٦٥)

[۲۳]۔ ملاحظہ ہو: خطبہ فدک، ص۵۱۔۵۳

بخشش ہوتی ہے۔ والدین کے ساتھ نیکی کرنے سے غضب الٰہی سے نجات ملتی ہے اور صلہ رحمی کے ذریعے لوگوں کی عمریں طویل ہو جاتی ہیں اور ان کی آبادی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔[٢٤]

۴۔۳۔ مثالی معاشرے کا حاکم

دیگر معاشروں کے برعکس اس مثالی معاشرے کا حاکم ہر شخص نہیں بن سکتا۔ اسی لئے حضرت زہرا علیہا السلام نے اپنے زمانے کی حکومت کے خلاف ایک مضبوط موقف اپنایا اور دوٹوک الفاظ میں اعتراضات کئے۔ اس مثالی معاشرے کا پہلا حاکم پیغمبر ہے اور ان کے بعد وہ افراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس عہدے کے لئے چنے جاتے ہیں۔

۴۔۳۔۱۔ پیغمبر کے اوصاف

پیغمبر مثالی معاشرے کا پہلا حاکم ہے جو لوگوں میں سے ہی مبعوث کیا جاتا ہے ☆ اور اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے۔ ☆ اس لحاظ سے ان کے اور دوسرے انسانوں کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ رسول ہونے سے پہلے؛ بلکہ تمام موجودات کی تخلیق سے پہلے ہی منتخب ہوتا ہے۔ ☆ وہ نیکوکاروں کا پیشوا، رحمت کی کنجی اور مومنین کی نسبت انتہائی ہمدرد اور مہربان ہے۔ ☆ اللہ تعالیٰ اپنے امر کو کامل، حکم کو قطعی اور مقدرات کو نافذ کرنے کے لئے اس کو مامور کرتا ہے ☆ اور وہ لوگوں کو گمراہی سے نجات دلا کر ان کی اندھاپنی کو بینائی میں بدل دیتا ہے۔ ☆ وہ مشرکین کی راہ سے دوری اختیار کرتے ہوئے انہیں موعظہ حسنہ کے ذریعے متنبہ کرتا ہے، جب ان پر اچھی باتوں کا اثر نہیں ہوتا تو ان کے سروں پر تلوار کی ضرب لگا کر ان کے غرور کو خاک میں ملاتا ہے، یہاں تک کہ ان کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور وہ بھاگنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔[٢٥]

جب معاشرے کی باگ ڈور ایسے حاکم کے ہاتھ میں ہو تو کفر اور تفرقے کی گرہیں کھل جاتی ہیں، ☆ شرک کی گردن جھک جاتی ہے، جھوٹ اور تہمت کا شور تھم جاتا ہے، کفر کی آگ سرد پڑ جاتی ہے، ☆ راستوں سے نفاق کے کانٹے اٹھائے جاتے ہیں ☆ اور فتنہ وفساد اور ہرج مرج کی گرد بیٹھ جاتی ہے۔ ☆ اس کے مقابلے میں لوگوں کی زبانوں پر "کلمہ اخلاص" ہوتا ہے، ☆ اور دین کا نظام مضبوط اور مستحکم ہو جاتا ہے۔[٢٦]

---

[٢٤] ۔ملاحظہ ہو: خطبہ فدک، ص ۵۳۔۵۸

[٢٥] ۔★ لَقَدْ جاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ(خطبہ فدک، ص٦٠)★وَ أَشْهَدُ أَنَّ أَبِي مُحَمّداً عَبْدُهُ (ایضا، ص٤٥) ★ اخْتارَهُ قَبْلَ أَنْ أَرْسَلَهُ وَ سَمّاهُ قَبْلَ أَنِ اجْتَبَاهُ وَ اصْطَفَاهُ قَبْلَ أَنِ ابْتَعَثَهُ اذ الْخَلَائقُ بِالْغَيْبِ مَكْنُونَةٌ(ایضـا، ص٤٥۔ ٤٦) ★ قَائدُ الخَيرِ وَ مفتاحُ الرّحمَة ... وَصَـفتَهُ بِالْمُؤمنينَ رَؤُف رَحيم (صـحيفہ فاطميہ، دعا:١، ص ٢٣١) ★ ابْتَعَثَهُ اللّهُ اتْمَاماً لأمْرِه وَ عَزِيمَةً عَلَى امْضَـائِ حُكْمِہ وَ انْفَاذاً لمَقَادِيرِ رَحْمَتِہ... وَ قَامَ فِی النَّاسِ بِالْهِدَايَة فَأَنْقَذَهُمْ مِنَ الْغَوَايَة وَ بَصَّرَهُمْ مِنَ الْعَمَايَة (خطبہ فدک، ص٤٧۔٤٨)★فَبَلَّغَ الرِّسَالَةَ صَادِعاً بِالنِّذَارَةِ مَائلًا عَنْ مَدْرَجَة الْمُشْرِكِينَ ضَارِباً ثَبَجَهُمْ آخِذاً بِأَكْظَامِهِمْ دَاعِياً الَى سَبِيلِ رَبِّه بِالْحِكْمَة وَ الْمَوْعِظَة الْحَسَنَة يكسرالْأَصْنَامَ وَ يَنْكُثُ الْهَامَ حَتّى انْهَزَمَ الْجَمْعُ وَ وَلَّوُا الدُّبُرَ(ایضا، ص٦٠۔ ٦١)

[٢٦] ۔عربی جملے پہلے لکھے جاچکے ہیں، ملاحظہ ہو: "مثالی معاشرے کا قانون" کے ذیل میں!

۴۔۳۔۲۔امام کے اوصاف

حضرت زہرا علیہا السلام کے مثالی معاشرے میں ایک حاکم کے بعد حکومت کا تسلسل باقی رکھنے والے حاکم کی جانب صریح اشارہ ملتا ہے۔ اس پہلو کو خیالی معاشروں میں نظر انداز کیا گیا ہے۔ آپ علیہا السلام کے پیش نظر مثالی معاشرے میں پیغمبر کے بعد زمام حکومت امام کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور وہ بھی پیغمبر کی جیسی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔

وہ پیغمبر کے مکتب کا تربیت یافتہ، پیغمبر کی نسبت قریب ترین انسان اور اولیائے الٰہی کا سردار ہوتا ہے۔☆ دینی، دنیوی اور اخروی امور کی مصلحت جاننے میں سب سے زیادہ ہوشیار ہوتا ہے۔☆ وہ راہ خدا میں جانفشاں اور اللہ کے معاملے میں مجاہد ہوتا ہے۔☆ ہمہ وقت آمادہ، خیر خواہ، مصمم ارادے کا مالک اور جد وجہد کرنے والا ہے۔☆ حکومتی امور میں ذرہ بھر خیانت نہیں کرتا اور نہ حکومت کے مادی فوائد پر توجہ دیتا ہے۔☆ وہ پیغمبر کے لشکر کے ہراول دستے میں ہوتا ہے، ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مشرکین اور شیطان صفت افراد کا مقابلہ کرتا ہے اور اپنی تیغ براں کے ذریعے ان کا قلع قمع کرتا ہے۔☆ وہ زمام حکومت کا خوب رکھوالا اور ہر ایک کو سعادت وخوش بختی سے ہمکنار کرنے والا ہوتا ہے☆ اور اسے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں ہوتی۔[27]

۴۔۴۔مثالی معاشرے کے لوگ

مثالی معاشرے میں بسنے والے افراد قانون کو سمجھنے میں انتہائی بابصیرت اور فہیم ہوتے ہیں اور اس پر عمل کرنے میں قوی ہوتے ہیں۔☆ وہ قانون کی پاسداری کے ذریعے قرب الٰہی کے طلب گار ہوتے ہیں۔☆ ان کے دل زندہ، سینے کشادہ☆ اور زبانوں پر کلمہ اخلاص ہوتا ہے۔☆ وہ محفل میں ہوں یا تنہائی میں، حکم الٰہی کا پاس ولحاظ رکھتے ہیں۔ غصہ ہو یا خوشی، دونوں موقعوں پر معتدل ہوتے ہیں اور تونگری ہو کہ فقیری، دونوں حالتوں میں میانہ رو ہوتے ہیں۔☆ وہ ہمیشہ اپنے اچھے اعمال کو ناچیز سمجھتے ہیں☆ اور اللہ تعالیٰ کی شان و منزلت کے حضور خود کو انتہائی حقیر شمار کرنے کی وجہ سے منکسر المزاج اور متواضع ہوتے ہیں۔☆ وہ روز آخرت پر یقین کامل رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو اپنے احوال پر ہمیشہ حاضر وناظر جانتے ہیں، اسی کی رضایت کے لئے جد وجہد کرتے ہیں، اپنے اعمال میں انتہائی مخلص اور اللہ کے محبوب ہوتے ہیں۔[28]

---

[27]۔★قَرِيباً مِنْ رَسُولِ الله سَيِّداً فِی أَوْلِیَاء الله(خطبہ فدک، ص ٦٦۔ ٦٧)★ وَ الظَّنِّ بِامرِ الدِّينِ وَ الدُّنيَا وَ الآخرَةِ(صحیفہ فاطمیہ، ص ١٢٣)★مَكْدُوداً فِی ذَاتِ الله مُجْتَهِداً فِی أَمْرِ الله(خطبہ فدک، ص ٦٦)★ مُشَمِّراً نَاصِحاً مُجِدّاً(ایضا، ص ٦٧)★ لَا يَكْتَلِمُ خَشَاشَهُ، وَلاَ يَتَعتَعُ رَاكِبَهُ(صحیفہ فاطمیہ، ص ١٢٣)★أَوْ نَجَمَ قَرْنُ الشَّيْطَانِ أَوْ فَغَرَتْ فَاغِرَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَذَفَ أَخَاهُ فِی لَهَوَاتِهَا فَلَا يَنْكَفِئُ حَتَّى يَطَأَ جَنَاحَهَا بِأَخْمَصِه وَ يُخْمِدَ لَهَبَهَا بِسَيْفِه(خطبہ فدک، ص ٦٥)★وَ تَالله ، لَو تَكَافُّوا عَلَيهِ عَن زِمَامٍ نَبَذَهُ الَيهِ رَسُولُ الله (ص) لَاعتَلَقَهُ، ثُمَّ لَسَارَبَهُم سِيرَةً سَجحًا(صحیفہ فاطمیہ، ص ١٢٣)★لَا تَأْخُذُهُ فِی اللهِ لَومَةُ لَائمٍ(ایضا، ص ٦٧)

[28]۔★ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ قُوَّةً فِي عِبَادَتِكَ وَ تَبَصُّراً فِي كِتَابِكَ وَ فَهْماً فِي حُكْمِكَ(بحار الانوار، ج٨٧، ص ٣٣٨) ★ وَ أَطْلُبُ الْقُرْبَةَ مِنْكَ بِالْإِسْلَامِ فَقَرِّبْنِي(فلاح السائل، ص ٢٤٠) ★اَن تُحيِيَ قَلبِی وَ تَشرَحَ صَدرِی(صحیفہ فاطمیہ، ص ٢٣٨)★ اللّٰهُمَّ اِنِّی اَسئَلُکَ کَلِمَةَ الاخلَاص، (ایضا،ص٢٤٣) وَ اَسئَلُکَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ وَ الْعَدْلَ فِي الْغَضَبِ وَ الرِّضَا وَ أَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَ الْغِنَى(فلاح السائل، ص ٢٤٠) ★فَإِنِّي لَمْ آتِكَ بِعَمَلٍ صَالِحٍ قَدَّمْتُه(عوالم العلوم، ج١١، ص ٣٠٦) ★اَللَّهُمَّ ذَلِّلْ نَفْسِي فِي نَفْسِي، وَعَظِّمْ شَأْنَكَ فِي نَفْسِي(صحیفہ فاطمیہ،ص٢٤٥) ★اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ كَأَنَّهُ يَرَاكَ إِلَى يَومِ الْقِيَامَةِ الَّذِي فِيهِ يَلْقَاكَ وَ لَا تُمِتْنَا إِلَّا عَلَى رِضَاكَ اللَّهُمَّ وَ اجْعَلْنَا مِمَّنْ أَخْلَصَ لَكَ بِعَمَلِه وَ أَحَبَّكَ فِي جَمِيعِ خَلْقِكَ(عوالم العلوم،ج١١، قسم ١، فاطمہ ، ص ٣٠٨)

اس معاشرے کے مکینوں کی نظر صرف مادی چیزوں پر نہیں ہوتی، اس لئے اللہ تعالیٰ سے صرف جسمانی طاقت اور مال و دولت جیسے مادی وسائل اور نعمتیں طلب کرنے پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ معنوی طاقت، دلی بے نیازی، ہدایت و تقویٰ، پاکدامنی اور اخلاص عمل جیسے معنوی احتیاجات کا بھی سوال کرتے ہیں۔☆ وہ اپنی دعاؤں میں دنیا کے گوشہ و کنار میں بسنے والے تمام مؤمنین و مؤمنات کی بھلائی چاہتے ہیں۔☆ ان پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کبھی کم نہیں ہوتیں☆ اور وہ عطا کردہ نعمتوں پر قانع بھی ہوتے ہیں☆ اسی سبب خود پر دوسروں کو ترجیح دے کر ہمیشہ ایثار و فداکاری سے کام لیتے ہیں۔☆ زندگی کے مختلف امور میں اپنے شریک حیات (بیوی یا شوہر) کی نسبت خیر خواہ ہوتے ہیں اور اس پر بوجھ نہیں ڈالتے۔☆ وہ ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں اور اپنی خواتین کا زیادہ احترام کرتے ہیں۔[۲۹]

ہر قسم کے اخلاق حسنہ سے آراستہ ہونے والے ان خوش بخت لوگوں کے تمام اعضا و جوارح خود پسندی، ریاکاری، تکبر، دشمنی، حسد، سستی و کاہلی، شک و شبہ، ضرر رسانی، بیماری، محرومی، مکر و فریب، دھوکہ بازی اور فتنہ و فساد سے بھی دور ہوتے ہیں اور وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضایت و خوشنودی کے سائے میں ہوتے ہیں۔☆ اس طرح وہ دنیوی زندگی میں کامیاب ہونے کے ساتھ ساتھ اخروی زندگی میں بھی "لقائے الٰہی" سے فیضیاب ہو جاتے ہیں۔[۳۰]

۵۔ نتائج

۱. "Utopia" اور "ناکجا آباد" جیسی اصطلاحیں خود بتا رہی ہیں کہ فلاسفروں نے جس مثالی معاشرے کا خاکہ پیش کیا ہے وہ صرف ذہنی تصورات ہیں۔ ان کا حقائق کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں؛ جبکہ حضرت زہرا ؑ نے جس معاشرے کی منظر کشی کی ہے اس کا تعلق مادی اور معنوی حقائق سے ہے اور انہیں بذات خود اس معاشرے میں سانس لینے کا موقع ملا ہے۔

۲. فلاسفروں کے خیالی معاشرے کی قانون سازی روئے زمین پر بسنے والے انسانوں (حکماء اور فلاسفہ) کے ذریعے ہوتی ہے، اس لئے زمینی تقاضوں کے بدلنے کے ساتھ ان قوانین میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں اور طاقتور لوگ ان سے سوءِ استفادہ بھی کرتے ہیں؛ لیکن حضرت زہرا ؑ کے پیش نظر معاشرے میں قانون بنانے کا حق صرف ذات باری تعالیٰ کو حاصل ہے جسے "ماکان ومایکون" کا علم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔

---

[۲۹]۔★ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْـأَلُكَ الْهُدَى وَ التُّقَى وَ الْعَفَافَ وَ الْغِنَى وَ الْعَمَلَ بِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضَى اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْـأَلُكَ مِنْ قُوَّتِكَ لِضَـعْفِنَا وَ مِنْ غِنَاكَ لِفَقْرِنَا وَ فَاقَتِنَا وَ مِنْ حِلْمِكَ وَ عِلْمِكَ لِجَهْلِنَا (بحار الأنوار، ج ۴۳، ص ۱۰۵۲) ★ وَ آتِنَا وَ جَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ فِي مَشَـارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا فَرَجاً مِنْ عِنْدَكَ عَاجِلًا (مهج الدعوات و منهج العبادات،ص۱۴۲) وَ لَا تَنْقُصُهُ عَطِيَّةُ نَائِلٍ (عوالم العلوم، ج۱۱، ص ۳۰۶)

[۳۰]۔★اللَّهُمَّ انْزِعِ الْعُجْبَ وَ الرِّيَاءَ وَ الْكِبْرَ وَ الْبَغْيَ وَ الْحَسَدَ وَ الضَّعْفَ وَ الشَّكَّ وَ الْوَهْنَ وَ الضُّرَّ وَ الْأَسْقَامَ وَ الْخِذْلَانَ وَ الْمَكْرَ وَ الْخَدِيعَةَ وَ الْبَلِيَّةَ وَ الْفَسَادَ مِنْ سَمْعِي وَ بَصَرِي وَ جَمِيعِ جَوَارِحِي وَ خُذْ بِنَاصِيَتِي إِلَى مَا تُحِبُّ وَ تَرْضَى (فلاح السائل، ص ۲۰۳، ۲۰۴)★و أَسْأَلُكَ النَّظَرَ إِلَى وَجْهِكَ وَ الشَّوْقَ إِلَى لِقَائِكَ(بحار ، ج ۹۱، ص ۲۲۵)

۳. خیالی معاشرے میں بسنے والے لوگوں اور حکمرانوں کی نسبت ایک طبقاتی نظام رائج ہے، جس کے باعث کچھ لوگ ہمیشہ محروم یا محکوم رہتے ہیں؛ جبکہ جناب سیدہ علیہا السلام کے مثالی معاشرے میں کوئی شخص کسی دوسرے کا غلام نہیں، بلکہ سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہونے کی وجہ سے برابر حیثیت رکھتے ہیں۔

۴. حضرت زہرا علیہا السلام کے مثالی معاشرے میں حاکم کی یکے بعد دیگرے تصریح کی گئی ہے جس کے ذریعے حکومت کا تسلسل رہتا ہے، جبکہ دوسرے معاشروں میں اس بات کی ضمانت کہیں نہیں ملتی۔

حوالہ جات

قرآن مجید، ترجمہ: شیخ محسن علی نجفی

۱. ابن طاؤوس، علی بن موسیٰ (۶۶۴ھ)، فلاح السائل ونجاح المسائل، بوستان کتاب، قم، ۱۴۰۶ھ
۲. ابن طاؤوس، علی بن موسیٰ (۶۶۴ھ) مہج الدعوات ومنہج العبادات، دار الذخائر، قم، ۱۴۱۱ھ ق
۳. اصفہانی، راغب، حسین بن محمد، مفردات الفاظ القرآن، دار القلم، بیروت، ۱۴۱۲ھ ق
۴. افلاطون، جمہور (The Republic)، مترجم: فواد روحانی، ایران کتاب، ۱۴۰۰ھ ش
۵. بحرانی، اصفہانی، عبد اللہ بن نور اللہ، عوالم العلوم والمعارف والاحوال من الآیات والاخبار والاقوال، مؤسسۃ الامام المہدیؑ، قم، بی تا
۶. جلفائی، حمید احمدی، صحیفہ فاطمیہ، انتشارات زائر آستانہ مقدسہ قم، طبع ۲۲، ۱۳۹۲ھ ش
۷. رشید رکابیان، مؤلفہ ہای جامعہ آرمانی در متون دینی، مجلّہ مطالعات اسلامی، دورہ ۲، شمارہ ۲، ۱۳۹۸
۸. ریاحی زمین، زہرا، دکتر، جامعہ آرمانی در کلام حضرت زہراؑ، مجلّہ علوم حدیث، سال ۱۳، شمارہ ۲
۹. زبیدی، حسینی، محمد مرتضیٰ، تاج العروس من جواہر القاموس، دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت ۱۴۰۶ھ ق
۱۰. سید قطب، محمد، انسان بین مادیگری واسلام، ترجمہ: ہادی خسروشاہی، کتابراہ، بی تا
۱۱. شہیدی، سید جعفر، زندگانی فاطمہ زہراؑ، دفتر نشر فرہنگ اسلامی، تہران، ۱۳۶۲ھ ش
۱۲. الصدہ، عبد المنعم فرج، اصول القانون، بی جا، ۱۹۷۱ء
۱۳. طبری، محمد بن جریر بن رستم، دلائل الامامۃ، انتشارات بعثت، قم، ۱۴۱۳ھ ق
۱۴. قنادان، منصور وہمکاران، جامعہ شناسی (مفاہیم کلیدی) انتشارات آوای نور، تہران، ۱۴۰۰ھ ش
۱۵. لنگرودی، جعفری، محمد جعفر، ترمینولوژی حقوق، گنج دانش، طبع ۳۴، ۱۴۰۰
۱۶. مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی (۱۱۱۰ھ ق)، بحار الانوار الجامعہ لدرر اخبار ائمۃ الاطہار، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۳ھ ق
۱۷. مصطفوی، حسن، التحقیق فی کلمات القرآن الکریم، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۳۰ھ ق
۱۸. مفتی، جعفر حسینؒ، نہج البلاغہ ترجمہ وحواشی اردو، امامیہ پبلکیشنز، لاہور، طبع ۱۸، ۲۰۰۰ء
۱۹. مفید، محمد بن محمد بن نعمان، الاختصاص، الموتمر العالمی لالفیۃ الشیخ المفیدؒ، قم، ۱۴۱۳ھ ق
۲۰. نجفی، محسن علی، خطبہ فدک، ادارہ نشر معارف اسلامی، لاہور، بی تا